نہج البلاغہ اور جوان نسل کی فکری و ذہنی تربیت کے اصول

حسین ساجدی[1]

اشارہ

جوانی کا دور انسانی زندگی کا اہم ترین دور ہے جس میں انسان کی ہدایت اور ضلالت دونوں کا قوی امکان پایا جاتا ہے اور جوانی کے دور میں انسان کا ہر عمل، انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ لہذا اس دور میں نسل جوان کی تربیت کا اہتمام ہر ایک کی بنیادی ذمہ داری ہے کیونکہ جوانوں کی تربیت اور اصلاح ہی انسانی سماج کی اصلاح اور ترقی کی ضمانت ہے۔ تربیت یافتہ جوان انسانی معاشرے کو ترقی کی بلندیوں تک پہنچا سکتا ہے۔ کوئی بھی چیز اصول اور قاعدے کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی تاہم تربیت جو کہ انسانی زندگی کا اہم ترین اور ضروری ترین عمل ہے اس میں بھی اصول کے تحت قدم بڑھانا کامیابی کی کنجی ہے۔ نہج البلاغہ قرآن کے بعد معتبر ترین اور مضبوط ترین اسلامی منبع ہے جس میں انسانوں کی دنیوی و اخروی سعادت کے تمام اصول موجود ہیں۔ تربیت کے اصول کے موضوع پر فارسی زبان میں بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اردو زبان میں اس انداز میں نہج البلاغہ سے تربیتی اصول پر مشتمل تحریر دیکھنے کو نہیں ملی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر نہج البلاغہ سے مولائے کائنات (ع) کے فرامین کی روشنی میں جوان نسل کی فکری اور ذہنی تربیت کے اصول بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ہدف جوان نسل کو تربیت کے اہم اصول سے روشناس کرانا ہے جس کے لئے مولا (ع) کے فرامین میں بیان شدہ اہم ترین اصول کو مختصر وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: جوان، تربیت، نہج البلاغہ، اصول، اخلاق و فکر۔

---

[1] ایم فل طالب علم، جامعہ المصطفیٰ العالمیہ، پاکستان

تاریخ وصول: ۲۰۲۳-۴-۳		تاریخ تائید: ۲۰۲۳-۱۱-۵

مقدمہ:

انسان اس حیرت انگیز موجود کا نام ہے جس پر ایک ایسا زمانہ گزرا ہے کہ جسے قرآنی زبان میں ((لم یَکن شَیئا مذکورا)) سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہی انسان اپنی تلاش اور کوشش کے ذریعہ مقام((ان اجعلک مثلی او مثلی))((مفتاح السعادۃ ج۱ص۵۰۱))تک بھی پہنچ سکتا ہے۔یہی مخلوق جو دیکھنے میں ضعیف اور کمزور نظر آتی ہے مگر اس حد تک صلاحتیوں کا شاہین اپنے اندر رکھتی ہے کہ فرش سے عرش تک اور خاک سے افلاک تک پرواز کر جائے اور خدا کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ چلنے سے عاجز ہو کر ((لو دنوت انملة لاحترقت))((بہج الصباغۃ فی شرح نہج البلاغہ ج۲ص۲۳۱)) کی صدا بلند کرتا نظر آئے۔ لیکن اس مقام تک پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہیں جسے خدا کے بھیجے ہوئے انبیا (ع) اور ان کے وصیوں نے بیان کیا ہے۔انھوں نے انسان کی تمام خصوصیتوں پر روشنی ڈالنے کے بعد وہ راستہ لوگوں کو دکھایا ہے جس پر چلنے سے انسان فلاح اور خوشبختی کی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا انسان تکامل انسانی کے آخری مقام تک پہنچنے کے لئے مختلف مراحل سے گزرنے پر مجبور ہے۔

انہی مرحلوں میں سے ایک جوانی کا دور ہے جو انتہائی مہم، دلچسپ اور سنہرا دور ہے لیکن دور حاضر میں جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت ایک اہم اور ضروری کام ہے جس کی طرف بے توجہی ناقابل جبران نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

تربیت کا معنی اور مفہوم

تربیت عربی زبان کا ایک لفظ ہے۔اس کی اصل میں اختلاف ہے کہ تربیت "ربو" سے مشتق ہے یا "ربب" سے۔

"ربو" سے مشتق ہونے کی صورت میں اس کے لغوی معنی زیادہ ہونے اور بڑھنے کے ہیں۔چنانچہ عرب بولتے ہیں: «رَبَا الْمَالُ یَرْبُو رَبْواً وَ رِبَاءً: زَادَ وَ نَمَا» یعنی مال میں

اضافہ ہوا اور نمو (و نما) حاصل ہوئی (قاموس قرآن علی اکبر قرشی، ج ۳، ص ۴۸)

راغب اصفہانی کا کہنا ہے کہ تربیت کی اصل "ربب" ہے جس کی ایک "با" یا" میں تبدیل ہو گئی ہے ربی ہو گیا۔ "ربب" سے مشتق ہونے کی صورت میں اس کا معنی کسی چیز کے ایجاد کرنے اور اس کو تکمیل کی طرف لے جانے کے ہیں۔ (مفردات الفاظ قرآن، راغب اصفہانی، ص ۳۴۰)

یہ تھا تربیت کا اصل مادہ اور اس کا لغوی معنی اس کا بیان اس لئے ضروری ہے کہ تربیت کا مفہوم اور مقصود سمجھنے کے لئے اصل مادہ اور لغوی معنی سے آشنائی ضروری ہے۔

تربیت کا اصطلاحی معنی:

اسلامی مفکرین کے نزدیک تربیت کا مطلب ، مطلق کمال تک رسائی کے لئے انسان کی صلاحیتوں کو نکھارنے کی خاطر موثر عوامل کی فراہمی اور رکاوٹوں کو دور کرنے سے عبارت ہے. (دلشاد تہرانی، سیری در تربیت اسلامی،، ص ۲۴)

آیت اللہ مصباح تربیت کے اصطلاحی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تربیت کسی چیز کے اندر موجود صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے ضروری مقدمات فراہم کرنا ہے تاکہ وہ کمال تک رسائی کے لئے ان سے فائدہ اٹھائے. (تربیت دینی در جامعہ اسلامی ص ۲۸)

اسلام کی نظر میں انسان کی خلقت کا ہدف، اس کی ذاتی خصوصیات، تربیت کے اسلامی اصول و طریقے اور تربیت کے لغوی معنی کی روشنی میں تربیت کا مطلب ہے : اسلامی حقیقی تعلیمات کی روشنی میں انسان کے دینی عقیدے کو مضبوط کرنا اور اس کو تمام اخلاقی برائیوں سے پاک اور اخلاقی فضائل اور اچھی صفات سے مزین کرنا، جس کے نتیجے میں انسان اپنے اختیار اور ارادے سے دنیا اور آخرت دونوں میں سعادت اور کامیابی کا راستہ انتخاب کر کے کمال تک رسائی حاصل کرے۔

تمہیدی کلمات:

ا۔(نہج البلاغہ) :

نہج البلاغہ علوم و معارف کا وہ گران بہا سرمایہ ہے، جس کی اہمیت و عظمت ہر دور میں مسلم رہی ہے اور ہر عہد کے علماء واد باء اس کی بلند پائیگی کے معترف رہے ہیں۔

یہ صرف ادبی شاہکار نہیں ہے، بلکہ اسلامی تعلیمات کا الٰہی صحیفہ، حکمت و اخلاق کا سرچشمہ اور معارف ایمان و حقایق تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے۔ جس کے گوہر آبدار، علم وادب کے دامن کو زرنگار بنائے ہوئے ہیں۔ اور اپنی چمک دمک سے جوہر شناسوں کو محو حیرت کئے ہوئے ہیں۔ افصح العرب کی آغوش میں پلنے والے اور آب وحی میں دھلی ہوئی زبان چوس کر پروان چڑھنے والے نے بلاغت کلام کا وہ جوہر دکھایا ہے کہ ہر سمت سے "فوق کلام المخلوق و تحت کلام الخالق" کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ (ترجمہ و حواشی نہج البلاغہ، مفتی جعفر حسین مرحوم، ص ۷)

۲۔(صاحب کلام)

امیر المومنین (ع) وہ جن کا قرآن ثنا گو ہے اور تاریخ کا ہر صفحہ جن کی تعریف سے مملو ہے۔ پیغمبر (ص) کے بعد سب سے بڑے عالم و دانا فرد تھے۔ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں: علم اور فضیلت کے چشمے مجھ سے جاری ہیں۔ اور انسانوں کی فکر کا عقاب میری فضیلت کی بلندیوں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ امام عالی مقام (ع) نے نہج البلاغہ میں تمام موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔ شہید مطہری اس حوالے سے لکھتے ہیں: امام (ع) نے اس نفیس کتاب میں فقط ایک پہلو پر بحث نہیں کی ہے بلکہ مختلف میدانوں میں بیان کی تیز رفتاری کے جوہر دکھائے ہیں۔

امیر المومنین (ع) نے نہج البلاغہ میں جوان نسل کی فکری و ذہنی تربیت کے جو اصول بیان فرمائے ہیں اسی کے حوالے سے کچھ مطالب ذیل میں مختصر توضیح کے ساتھ رشتۂ تحریر میں لائے جارہے ہیں:

۳۔(جوان نسل کی تربیت کی اہمیت اسلام کی نظر)

تربیت ہدف بھی ہے اور راستہ بھی، تربیت منزل بھی ہے اور وسیلۂ سفر بھی۔ تربیت ہی سے

انسان اپنے تمام الٰہی اہداف تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو وہ ایک کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے، جس پر ہر چیز لکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ لہٰذا تربیت وہ اہم ذمہ داری ہے جس سے انسان کے اندر پاکیزگی آتی ہے۔ مولائے کائنات نہج البلاغہ میں جوان نسل کی بروقت تربیت کی ضرورت اور اہمیت کے حوالے سے فرماتے ہیں: ((وَ إِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا أُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَ يَشْتَغِلَ لُبُّكَ لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَأْيِكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ كَفَاكَ أَهْلُ التَّجَارِبِ بُغْيَتَهُ وَ تَجْرِبَتَهُ فَتَكُونَ قَدْ كُفِيتَ مَئُونَةَ الطَّلَبِ وَ عُوفِيتَ مِنْ عِلَاجِ التَّجْرِبَةِ)) بیشک جوان کا دل خالی زمین کی طرح ہوتا ہے جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لئے قدم اٹھایا تاکہ تم عقل سلیم کے ذریعے ان چیزوں کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچالیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے۔ (نہج البلاغہ مکتوب ۳۱)

مولا (ع) کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جوان نسل کی بروقت تربیت نہ کی جائے تو ان کا دل سخت اور ذہن شبہات اور غلط باتوں سے خراب ہونے کے خطرے میں رہتا ہے۔ خاص کر اس خطرناک دور میں جب سوشل میڈیا کے ذریعہ ہر طرح کی معلومات فراہم ہے جو ان کے ایمان، دین اور نفس کو نابودی کے دہانے پر پہنچا سکتی ہیں۔

۴_(دور حاضر میں جوان نسل کے لئے درپیش چیلنج)

دورہ جوانی کے لئے جو خصوصیتیں بیان ہوئیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر جوان فکری اور ذہنی تربیت پا کر سیدھے راستے پر گامزن اور ثابت قدم رہنا چاہے تو مختلف رکاوٹوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مخصوصا دور حاضر میں مختلف قسم کے ایسے ذرائع اختراع ہو چکے ہیں جو نہ فقط جوانوں کو اچھائی اور نیکی کی طرف دعوت دیتے ہیں بلکہ برائی کی طرف دھکیل کر انسانی اور فطری

خصلتیں بھی اس سے چھین لیتے ہیں۔ لہٰذا علماء اور دینی درد رکھنے والے افراد کی ذمہ داری ہے کہ مسلمان جوان کو ان خطرات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ خطرات سے مقابلہ کرنے کی تکنیک بھی سکھا کر جوانوں کو حیرت وضلالت سے نجات دیں۔ دورۂ جوانی کی جو خصوصیات بیان ہوئیں ان میں سے ہر ایک کا منفی پہلو بھی ہے۔ پہلی خصوصیت جسمانی توانائی ہے۔ جسمانی توانائی کالازمہ یہ نہیں ہے کہ روحی اور معنوی اعتبار سے بھی قوی ہو اسی وجہ سے اگرانسان جسمانی قدرت اچھے کاموں میں خرچ کرنے کے بجائے غلط کاموں میں صرف کرے تو اس کا ضرر اور نقصان اس کو نابودی کی منزل تک پہنچادے گا۔ اسی طرح جوانوں کی تربیت کرنے والوں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ان کی حساسیت کی طرف بھی توجہ دیں اور اپنی رفتار وگفتار میں ان کے ساتھ احتیاط سے پیش آئیں۔

تربیت کے اصول

۱۔ جوان نسل کی ذاتی خصوصیات سے آشنائی

جوان نسل کی فکری اور ذہنی تربیت کے اصول کے حوالے سے تحقیق اس وقت مکمل ہو سکتی ہے جب جوانوں کی خصوصیات سے واقفیت ہو اسی لئے ذیل میں کچھ خاص صفات کی طرف اشارہ کریں گے۔

دورۂ جوانی کی کچھ ذاتی خصوصیات ہیں جو بچپنے اور بڑھاپے میں نہیں ہوتی ہیں۔ ماہرین نفسیات کے بقول وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱ - خود اور ماحول کے آپسی رابطہ کے بارے میں اظہار خیال کرنا۔

۲ - کچھ حد تک خلوت گزینی۔

۳ - خاص علامتیں جو دورۂ جوانی کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔

۴ - دورۂ جوانی کے خطرات کی مدت اس دور کی خوش فہمی سے لمبی ہونا۔ (منصور، محمود، روان شناسی ژنتیک (۲) ص ۱۳۲.)

جوان نسل کی خصوصیات نہج البلاغہ کی نگاہ میں

لیکن نہج البلاغہ کی نظر میں دورۂ جوانی کی نشانیاں کچھ یوں ہیں:

ا ۔ بدن کی قوت اور صحت مندی

جوانی ایک ایسا دور ہے جسے قرآن نے قدرت اور توانائی سے یاد کیا ہے اس کے مد مقابل بچپنے اور بڑھاپے کا دور ہے جسے کمزوری سے تعبیر کیا ہے۔ جوانی کے دور میں انسان کی جسمی اور بدنی قوت و توانائی کافی حد تک بڑھ جاتی ہے اسی بناپر انسان، جسم کے اعتبار سے قدر تمند اور قوی ہو جاتا ہے۔اور فطری جذبات بیدار ہونے کی وجہ سے اس کی حرکت اور جنبش ترقی کر جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اس دور میں سوچے سمجھے بغیر، قدرت نمائی کے مسابقوں میں شرکت کرکے اپنی قوت دکھانے کی کوشش کرتا ہے امام (ع) نے نہج البلاغہ میں اس خصوصیت کو قبول کرتے ہوئے صحیح راہ کی طرف ہدایت نہ ہونے کی صورت میں پیش آنے والے منفی آثار کی طرف توجہ دلائی ہے اور سن رسیدہ افراد کی قوۂ تفکر کو جس کا نتیجہ زرین خیالات کا اظہار ہے جوانوں کی قدر تمندی اور توانائی پر ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے: ((رأی الشیخ أحب إلی من جلد الغلام.)) (کلمات قصار ۸۷.)

۲ ۔ جلد خفا اور ناراض ہونا

زمان شباب میں جوان جسمانی قوت کے ساتھ ساتھ عقل و اندیشہ کے حوالے سے بھی کمال کی منزل کی طرف حرکت کر رہا ہوتا ہے لیکن ابھی اس کی عقل پختہ نہیں ہوتی اور اس وادی میں نو وارد ہوتا ہے۔ اسی بناپر انسان دورۂ جوانی میں بندۂ عقل ہونے کے بجائے احساس کا غلام بن جاتا ہے لہٰذا ذرا سی بات پر جلد ناراض ہو جاتا ہے یہاں تک کہ تھوڑی سی مخالفت اور سرزنش برداشت نہیں کر پاتا ہے۔امام (ع) جوانون کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ((إذاعاتبت الحدث فاترک موضعا من ذنبه لئلایحمله الاخراج علی المکابرۂ))

(شرح ابن ابی الحدید ج ۲۰. ص ۳۳۳) جب بھی کسی جوان کی ملامت کریں تو اس کے لئے گناہ کی وجہ بتانے کا موقع دے تا کہ دشمنی کا باعث نہ بنے۔

۳ ۔ حقیقت سے واقف ہونے کی خواہش

جیسا کہ اشارہ ہوا جوان فکری استعداد اور توانائی کے اعتبار سے قوی ہوتا ہے لہٰذا تمام چیزوں کے بارے میں علم اور آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے اور ہمیشہ اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مختلف چیزوں میں غور و فکر کر کے اپنی معلومات کو بڑھائے۔ امام (ع) اپنے فرزند ارجمند کی وصیت میں ایک جوان ہونے کے حوالے سے فرماتے ہیں: ((فکّروا کما انت مفکّر)) (نہج البلاغہ مکتوب ۳۱) تم غور اور فکر کرتے ہو اور ہمیشہ جاننا اور سمجھنا چاہتے ہیں۔

۲۔ معرفت نفس

تربیت کے اہم اصول میں سے ایک اپنی معرفت ہے۔ جب تک انسان اپنی شناخت و معرفت نہ رکھے اور اپنی خصوصیات سے واقف نہ ہو اس وقت تک اس کی تربیت ممکن نہیں ہے۔ تربیت کا مطلب عقیدہ کی پختگی، عمل کی اصلاح اور اخلاق میں بہتری کے ساتھ کمال تک پہنچنا ہے اور یہ اس وقت عملی ہو سکتا ہے جب ہم انسان کو صاحب روح ابدی اور مالک ملکہ جاودانی سمجھیں۔ حدیث کے مطابق انسان صرف اس ایک چھوٹے سے بدن کا مالک نہیں ہے بلکہ اس کے اندر ایک بڑا عالم پوشیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک عظیم مخلوق کے طور پر خلق کیا ہے جو افضل مخلوقات کے لقب سے مزین ہے اور ذات پروردگار نے انسان کی خلقت پر خود کو مبارکباد دی ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بے شمار صلاحیتوں کا مالک ہے یہاں تک کہ اپنی تربیت اور تزکیۂ نفس کے ذریعہ اس مقام تک رسائی حاصل کر سکتا ہے کہ فرشتۂ مقرب بھی رشک کرے۔ اسی وجہ سے احادیث میں خود شناسی اور معرفت نفس کی بڑی تاکید ہوئی ہے۔

مولائے کائنات (ع) کا ارشاد گرامی ہے : جو شخص اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ (نہج البلاغہ حکمت ۱۴۹) آپ دوسری جگہ پر خود شناسی کو علم و جہل کا معیار قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: عالم وہ ہے جو اپنی قدر و منزلت کو پہچانے اور انسان کی جہالت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ پہچانے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۱)

خود شناسی کا مطلب صرف انسان کی حقیقت کی پہچان اور انسان کے اندر موجود صلاحیتوں سے واقف ہونا نہیں بلکہ یہ بھی خود شناسی کا اہم پہلو ہے کہ انسان اپنے اعمال، رفتار اور کردار کا مکمل محاسبہ کرے۔ مولائے کائنات (ع) اس حوالے سے فرماتے ہیں: اے اللہ کے بندو! اپنے نفس کے تولے جانے سے پہلے اس کا تول لو اور نفس کا حساب لیے جانے سے پہلے اس کا محاسبہ کرو... سختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے مطیع اور فرمانبردار بن جاؤ اور یہ یاد رکھو کہ جسے اپنے نفس کو وعظ و نصیحت کرنے کی توفیق نہ ہو اس پر کسی اور کی وعظ و نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۸۸)

خود شناسی کی ضرورت اور اہمیت اور اس کے فوائد و آثار کے بارے میں نہج البلاغہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں مولائے کائنات (ع) سے بہت زیادہ حدیث نقل ہوئی ہیں چند ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آپ (ع) نے فرمایا: عارف وہ ہے جس نے اپنے نفس کو پہچان کر اسے خواہشوں کی غلامی سے آزاد کر دیا اور اسے ہر اس شئ سے دور کر دیا جو اسے اللہ سے دور کرتی ہے اور اس کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: معرفت کی انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو پہچان لے۔ (تجلیات حکمت، ناظم زادہ قمی، ص ۴۴۶)

۳۔ معرفت اللہ

تربیت کے بنیادی اصول میں سے ایک خدا شناسی اور اللہ تعالی کی معرفت ہے۔ انسان اپنے نفس کی معرفت اور خود کو پہچاننے کے بعد خدا کی معرفت کے بغیر کمال انسانی تک پہنچ سکتا کیونکہ

تربیت کا پہلا قدم مذہبی اعتقادات کی اصلاح اور مضبوطی ہے جو حقیقی معنوں میں خدا کی معرفت سے ہی ممکن ہے۔ خدا کی معرفت کی اہمیت کا اندازہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ مولائے کائنات (ع) نے دین کی ابتداء کو اللہ کی معرفت قرار دیا ہے، فرمایا: "اول الدین معرفته" دین کی ابتداء، خدا کی معرفت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جب انسان کی عقل اور فطرت اس کا سر رشتہ کسی مافوق الفطرت سے جوڑ دیتی ہے اور اس کا ذوق پرستش و جذبۂ عبودیت اسے کسی معبود کے آگے جھکا دیتا ہے تو وہ من مانی کرنے کے بجائے اپنی زندگی کو مختلف قسم کی پابندیوں میں جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے اور انہی پابندیوں کا نام دین ہے جس کا نقطہ آغاز، صانع کی معرفت اور اس کی ہستی کا اعتراف ہے۔ (ترجمہ و حواشی نہج البلاغہ، علامہ مفتی جعفر حسین، ص۶۶)

دشمن کا خطرناک حربہ جوان نسل کو اللہ سے دور اور خالق کائنات کی معرفت سے محروم رکھنا ہے کیونکہ اللہ کی معرفت حاصل ہونے کے بعد جوان کبھی شیطان اور شیطان پرستوں کی چال میں نہیں آئے گا۔ مولائے کائنات (ع)، جاہلیت کے دور میں انسانوں کی بدبختی کی وجہ شیاطین کا انسانوں کو اللہ کی معرفت اور عبادت سے دور کرنا قرار دیا ہے اور فرماتے ہیں: ... جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا... شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں رو گردان اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا تھا... (نہج البلاغہ خطبہ ۱)

یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کی معرفت جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت کے لئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہ ایک طرف ان کی خود سازی کی راہ ہموار کرتی ہے تو دوسری طرف شیاطین کے حربوں سے بچنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

۴۔ درمیانی راستہ کا انتخاب

جوان نسل کی تربیت کے اہم اصول میں سے ایک یہ ہے کہ اس اہم ذمہ داری کی انجام دہی میں افراط اور تفریط سے پرہیز کیا جائے اور ہمیشہ اعتدال اور درمیانی راستہ کی رعایت کی جائے جیسا

کہ اوپر بتایا گیا کہ جوان نسل کے احساسات، عقل پر غالب ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر تندروی اور زیادہ روی ان کے حوالے سے کسی کام میں درست نہیں۔ ان میں سے ایک ان کی فکری اور ذہنی تربیت ہے جو ایک اہم بنیادی اور حیاتی کام ہے۔ اس اہم اصل کی رعایت جوانوں کی تربیت میں کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ مولائے کائنات (ع) نے نہج البلاغہ میں افراط اور تفریط کو جاہل لوگوں کی علامت قرار دی ہے فرمایا: جاہل کو نہ پاؤگے مگر یا حد سے آگے بڑھا ہوا یا اس سے بہت پیچھے۔ (نہج البلاغہ حکمت ۷۰) اس حدیث نورانی سے معلوم ہوا کہ افراط اور تفریط کسی بھی کام میں درست نہیں خاص کر جوانوں کی تربیت میں کیونکہ ہر کام میں زیادہ روی اور حد سے زیادہ سستی جہالت کی علامت اور جاہلانہ رویہ ہے۔

۵۔تدریج

تربیت، ایک ایسا کام ہے جس میں جلد بازی ہمیشہ نقصان کا باعث بنتی ہے کیونکہ تربیت کے ذریعہ مربی (تربیت کرنے والا) متربی (جس کی تربیت کی جاتی ہے) میں اچھی صفات کا ملکہ پیدا کرتا ہے اور کسی شخص میں ایک نیک عادت کا ملکہ پیدا ہونے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے اور یہ کام آہستہ آہستہ اور تدریجا انجام پاتا ہے لہٰذا جوان نسل کی تربیت کے اہم اصول میں سے ایک یہ ہے کہ تربیت میں اصل تدریج کی رعایت کی جائے اور عجلت سے پرہیز کیا جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تربیت میں منطقی اصول کا لحاظ رکھا جائے جس لئے ایک طرف، تربیت کا آغاز اعتقادی مسائل کی تعلیم سے کریں پھر احکام اور اخلاق کی تعلیم کی طرف آئیں، دوسری طرف آسان کاموں سے شروع کریں پھر جوان نسل کی برداشت اور مزاج کے تحت دوسرے مراحل طے کیے جائیں۔

مولائے کائنات (ع) نے نہج البلاغہ مکتوب نمبر ۳۱ میں تربیت کے ان خاص اصول کی رعایت کی ہے جو جوان نسل کی تربیت کرنے والوں کے لئے بہترین نمونۂ عمل اور مشعل راہ ہیں جیسے

فرمایا: وَ اَنْ اَبْتَدِئَکَ بِتَعْلیمِ کِتابِ اللّٰہِ وَ تَأْویلِہِ، وَ شَرائِعِ الاِسْلامِ وَ اَحْکامِہِ، وَ حَلالِہِ وَ حَرامِہِ، لا اُجاوِزُ ذٰلِکَ بِکَ اِلی غَیْرِہِ. ثُمَّ اَشْفَقْتُ اَنْ یَلْتَبِسَ عَلَیْکَ مَا اخْتَلَفَ النّاسُ فیہِ مِنْ اَھْوائِھِمْ وَ آرائِھِمْ مِثْلَ الَّذِی الْتَبَسَ عَلَیْھِمْ، فَکانَ اِحْکامُ ذٰلِکَ عَلی ما کَرِھْتُ مِنْ تَنْبیھِکَ لَہُ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اِسْلامِکَ اِلی اَمْرٍ لاآمَنُ عَلَیْکَ بِہِ الْھَلَکَۃَ، میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدااور احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد ومذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں۔ باوجودیکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھامگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لئے مجھے بہتر معلوم ہوا۔

۶ـ آسانی سے کام لینا

جوان نازک مزاج ہوتا ہے اس لئے اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا عاقلانہ کام نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں جلدی اکڑ جائے گا پھر تربیت کا کام وہیں رک جائے گا۔ لہٰذا اس چیز پر بھی تربیت کے اصول کے طور پر توجہ دینی چاہئے کہ جوان نسل کے ساتھ تربیتی امور میں آسانی سے کام لیا جائے۔ اس اصل کا مطلب یہ ہے کہ جوان نسل کو کافی فرصت دیں، بلاوجہ سختی نہ کریں اور مار پیٹ سے بالکل پرہیز کریں۔ اور خاص کر جوان نسل خود اس چیز کی اہمیت سے واقف ہو، خود اس کام میں غور وفکر سے کام لے ایسا نہ ہو کہ تربیت کرنے والے ان کو آنکھیں بند کر کے کوئی کام انجام دینے پر مجبور کریں۔ مولائے کائنات نے نہج البلاغہ مکتوب نمبر ۳۱ میں اپنے فرزند ارجمند امام حسن اور امام حسین (ع) کی وصیت میں جوان نسل کی تربیت کے اس اہم پہلو کی طرف توجہ دی ہے ایک جگہ پر فرماتے ہیں: فَاِذا اَیْقَنْتَ اَنْ قَدْ صَفا قَلْبُکَ فَخَشَعَ، وَ تَمَّ رَأْیُکَ

فَاجْتَمَعَ، وَ کانَ هَمُّکَ فی ذلِکَ هَمّاً واحِداً، فَانْظُرْ فیما فَسَّرْتُ لَکَ. جب یہ یقین ہو جائے کہ اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور اس میں اثر لینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے اور تمہارا ذوق و شوق ایک نقطہ پر جم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں۔

۷۔ بر وقت اقدام

جوان نسل کی فکری اور ذہنی تربیت میں انتہائی اہم اصول میں سے ایک بر وقت اقدام ہے جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ جوان نسل تازہ لگائے گئے پودے کی مانند ہے جب بر وقت اس کی دیکھ بھال نہ کی جائے اور اس کی ضروری چیزیں فراہم نہ کی جائیں تو وقت گزرنے کے بعد کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جوان نسل کی تربیت کے لئے بر وقت اقدام اس لئے ضروری ہے کہ ایک طرف ان کا دل پاک اور صاف ہوتا ہے اور دنیا کی چمک و دمک کی محبت سے خالی ہوتا ہے جیسا کہ مولائے کائنات (ع) اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت اس حالت میں ہو کہ تم نو عمر اور بساط دہر پر تازہ وارد ہو، اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہو۔

دوسری طرف وقت گزرنے کے بعد ان کا دل غبار آلود اور خواہشات ان پر مسلط ہو جاتی ہے جیسا کہ مولائے کائنات (ع) نے فرمایا: فَبادَرْتُکَ بِالاَدَبِ قَبْلَ اَنْ یَقْسُوَ قَلْبُکَ، وَ یَشْتَغِلَ لُبُّکَ میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی .... کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو، وصیت سے پہلے تم پر خواہشات کا تسلط ہو جائے یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں۔ (نہج البلاغہ مکتوب ۳۱)

۸۔ سختی برداشت کرنے کا عادی بنانا

اکثر جگہوں پر یہ دیکھا گیا ہے کہ بچوں اور جوانوں کی تربیت کے کام کو ایک آسان اور سہل عمل

سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے جوانوں کی تربیت میں کافی وقت صرف کرنے اور رقم خرچ کرنے کے باوجود خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آتا جبکہ تربیتی امور کے عہدہ داران کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ تربیت کرنا بھی مشکل کام ہے اور جن کی تربیت کی جارہی ہے ان کو بھی سختی برداشت کرنے کا عادی بننا چاہئے کیونکہ تربیت کا مطلب کمال تک رسائی حاصل کرنا ہے جو آسانی سے ہاتھ آنے والی چیز نہیں ہے۔

مولائے کائنات (ع) اس اہم اصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَ جَاهِدْ فِی اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَ لَا تَأْخُذْکَ فِی اللَّهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَ خُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَ تَفَقَّهْ فِی الدِّينِ، وَ عَوِّدْ نَفْسَکَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ وَ نِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِی الْحَقِّ، خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو، اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو۔ حق جہاں ہو سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ۔ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو۔ سختیوں کو جھیلنے کے خو گر بنو۔ اور حق کی راہ میں صبر و شکیبائی بہترین سیرت ہے۔ (نہج البلاغہ مکتوب ۳۱)

۸۔ کرامت اور عزت نفس کی پاسداری

جوانوں کی تربیت میں ایک اور اہم اصل یہ ہے کہ تربیت کے دوران ان کی عزت نفس اور کرامت انسانی کی پاسداری کی جائے تحقیر اور توہین کے ذریعہ کبھی کسی کی اصلاح نہیں ہوتی۔ ہمیشہ تربیتی امور میں جوانوں کی عزت کا خیال رکھا جائے اور احترام سے پیش آیا جائے اور مؤدبانہ انداز میں تربیت کے مراحل طے کرنے کی کوشش کی جائے۔

تربیت کا مطلب ہی کسی کے اندر اچھی شخصیت پیدا کرنا ہے اور اس کو اپنے بلند مقام سے آگاہ کرنا ہے۔ یہ کام اس وقت ممکن ہے جب تربیت کرنے والے حسن ظن، دوطرفہ احترام اور انسانی عزت و کرامت کی پاسداری کے ساتھ پیش آئیں اور محترمانہ رویہ اختیار کریں۔

مولائے کائنات (ع) نہج البلاغہ کے مکتوب نمبر ۳۱ میں ۔جو جوانوں کی تربیت کے اصول پر مشتمل ایک بہترین خزانہ اور نسل جوان کی تعلیم و تربیت کی اہم تعلیمات کا ایک اہم مجموعہ ہے۔ اپنے مخاطبین کے ساتھ انتہائی پیار اور محبت کا اظہار کرتے ہیں اور انتہائی محترمانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور بار بار "بُنیّ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو عربی زبان میں پیار و محبت اور ایک محترمانہ انداز گفتگو میں استعمال ہونے والا لفظ ہے۔

۹۔نمونۂ عمل پیش کرنا

جوانوں کی فکری اور ذہنی تربیت میں نمونۂ عمل کا تعارف اہم اصول میں سے ہے۔ صرف راستہ دکھانے سے ہدف تک پہنچنے کے راستے کا علم ہو گا لیکن ہدف تک رسائی پر یقین نہیں آئے گا مگر یہ کہ اسوۂ حسنہ سامنے رکھیں۔ہر کام میں آئیڈیل پیش کرنا کامیابی کی کنجی ہے۔ لہٰذا تربیت کرنے والوں کو چاہئے کہ پہلے خود تربیتی اصول کا عملی نمونہ بنیں تاکہ جوان ان سے سیکھیں۔ مولائے کائنات (ع) اس حوالے سے فرماتے ہیں: مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَاماً فَلْيَبْدَأْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ وَ لْيَكُنْ تَأْدِيبُهُ بِسِيرَتِهِ قَبْلَ تَأْدِيبِهِ بِلِسَانِهِ. جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہئے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہئے۔(نہج البلاغہ حکمت ۷۳)اس کے علاوہ جوان نسل کے لئے اچھے نمونۂ عمل کا تعارف کرائیں۔ مولائے کائنات(ع) نہج البلاغہ مکتوب ۳۱ میں اس حوالے سے فرماتے ہیں: اے فرزند تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کسی ایک نے بھی اللہ تعالی کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں جیسا رسول خدا (ص) نے پیش کیا ہے لہٰذا ان کو بطیب خاطر اپنا پیشوا اور نجات کا رہبر مانو۔ پیشوا اور رہبر کا مطلب صرف ان کی باتوں کو ماننا اور اطاعت کرنا نہیں بلکہ ان کو بطور نمونۂ عمل اپنے لئے مشعل راہ قرار دینا بھی ہے شاید مولائے کائنات (ع) کا مطلب اس جملہ میں یہی ہو۔

نتیجہ

یہ وہ بنیادی اصول تھے جو نہج البلاغہ میں جوان نسل کی فکری اور ذہنی تربیت کے حوالے سے بیان ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک کافی وضاحت طلب ہے لیکن مقالہ میں گنجائش نہ ہونے اور قانون اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کی جارہی ہے۔

نہج البلاغہ کی نگاہ میں جوانی کا دور اور جوانوں کی نفسیاتی اور جسمی خصوصیات کی طرف توجہ ان کی تربیت کے لئے انتہائی ضروری ہے. جوانوں کی تربیت کے لئے بروقت اقدام ان کو فکری اور ذہنی انحراف سے بچانے اور درست راہ کی طرف راہنمائی کرنے کا واحد اور موثر ذریعہ ہے. ان کے احساسات اور جذبات کا ادراک اور ہر دور کے رائج ٹیکنیک کا استعمال ان کی تربیت میں کامیابی کے لئے اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

کتابنامہ:

قرآن کریم
نہج البلاغہ

۱. آیت اللہ مکارم شیرازی و ہمکاران، پیام امام، **شرح نہج البلاغہ**، ناشر دار الکتب الاسلامیہ، تہران، سال ۱۳۸۶.

۲. حسین بن محمد راغب اصفہانی، **مفردات الفاظ القرآن**، ناشر دار الشامیہ، بیروت لبنان، سال ۱۴۱۲ھ.

۳. ڈاکٹر احمد بہشتی، **اندیشہ سیاسی و تربیتی علوی**، ناشر بوستان کتاب قم ۱۳۸۶.

۴. زین العابدین قربانی، **اخلاق و تربیت اسلامی از امام علی** (ع)، ناشر انصاریان، ۱۳۸۶ قم

۵. سید اصغر ناظم زادہ قمی، **تجلیات حکمت**، ناشر کوثر ولایت، قم، سال ۱۴۲۴ھ.

۶. شیخ عباس قمی، **علم زندگی در نہج البلاغہ**، مترجم: دین پرور، ناشر بنیاد نہج البلاغہ قم ۱۳۸۸.

۷. علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم، **ترجمہ و حواشی نہج البلاغہ**، ناشر معراج کمپنی لاہور، سال نشر ۲۰۱۴.

۸. فخر الدین طریحی، **مجمع البحرین**، مرتضوی، تہران، سال ۱۳۷۵.

۹. محمد دشتی، **معجم المفہرس لالفاظ نہج البلاغہ**، ناشر موسسہ فرہنگی تحقیقاتی امیر المومنین ع، قم، سال ۱۳۸۶.

۱۰. محمد دشتی، **ترجمہ نہج البلاغہ**، ناشر وجدانی، قم، سال ۱۳۸۵.

۱۱. محمدی ری شہری، **تلخیص میزان الحکمت**، المخلص، سید حمید حسینی. ناشر دار الحدیث، قم سال ۱۳۸۷.

۱۲. مصطفیٰ دلشاد تہرانی، **اصول تربیت در نہج البلاغہ**، ناشر دریا، تہران ۱۳۷۹.

رہبر معظم کے قرآنی افکار کی روشنی میں مثالی خاندان کی خصوصیات

محمد ابراہیم نوری[1]

اشاریہ:

خاندان تعلیم کے میدان میں موروثی اور ماحول کے لحاظ سے ایک اہم ترین عنصر ہے اور اس کی تشکیل کا سب سے اہم مقصد نئی نسل کی تشکیل اور پرورش اور اعلیٰ تعلیمی اہداف کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ خاندان ایک مقدس مرکز ہے جو دو افراد کی شادی کے بندھن کی روشنی میں قائم ہوتا ہے اور بچے کی پیدائش کے ساتھ ایک نیا پہلو اختیار کرتا ہے۔ اس تعلق کا نتیجہ بچے ہیں، جن میں سے ہر ایک مستقبل میں خاندان کے اثر ورسوخ کی وجہ سے معاشرے میں بوجھ یا سپاہی بن سکتا ہے۔ رہبر معظم دام ظلہ العالی فرماتے ہیں: خاندان معاشرے کا پہلا مرکز ہے اور ثقافت، فکر، اخلاق، روایات اور جذبات کو ایک نسل کے بعد دوسری نسل تک منتقل کرنے کے اہم عوامل میں سے ہے۔ خاندان کے افراد میں، ماؤں کا بچے پر سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ خاص طور پر ان خاندانوں میں جن کا زندگی گزارنے کا فطری طریقہ ہے، اور اسلامی نمونوں اور روایات کے مطابق؛ اس بنا پر ماں کا دودھ بچے کے لیے بہترین غذا کے طور پر جانا جاتا ہے اور ماں کے بازو بچوں کی پرورش کے لیے بہترین جگہ ہیں۔ والدین کو دین کے اصول سکھانے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو آسمانی قوانین کے احکام و احکام بھی سکھانے چاہئیں۔ صرف تعلیم ہی کافی نہیں ہے بلکہ درج ذیل آیت کے مطابق گھر والوں کے الٰہی فرائض کی ادائیگی کے لیے استقامت، تاکید، احتیاط اور صبر بھی ضروری ہے۔

کلیدی الفاظ: تعلیم و تربیت، مثالی خاندان، اصول تربیتی، روش تربیتی

[1] ایم فل، مجتمع آموزش عالی قرآن وحدیث، جامعہ المصطفیٰ العالمیہ، پاکستان۔

تاریخ وصول: ۲۰۲۳-۴-۶ تاریخ تائید: ۲۰۲۴-۱-۵